بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلۂ دروسِ رمضان (08)

روزے کی حالت میں حِلم و بردباری کی تربیت

ماہِ رمضان مسلمان کی زندگی میں دینی و اخلاقی تربیت کا ایک عظیم موقع بن کر آتا ہے۔ اس بابرکت مہینے میں مسلمان بہت سی ایسی اقدار اور صفات سیکھتا ہے جو اس کے رویّے کو سنوارتی، اس کی شخصیت کو نکھارتی اور اسے دنیا و آخرت میں نیک نامی اور عظیم اجر کا مستحق بناتی ہیں۔

روزہ مسلمان کو نفس پر قابو پانے، حلم، درگزر، معافی اور ایثار کی عملی تربیت دیتا ہے۔ یہ نہ تو کمزوری کی علامت ہے اور نہ ہی بزدلی اور خوف کا نتیجہ، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت، رسول اللہ ﷺ کی پیروی اور اجر و ثواب کی طلب پر قائم ایک اخلاقی رویّہ ہے۔ اسی لیے جب کسی روزہ دار کو کوئی گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو اسے یہ کہنا سکھایا گیا ہے:

إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ.

''میں روزے سے ہوں۔''

یہی حلم و بردباری وہ عظیم وصف ہے جو اخلاق کا سردار ہے۔ جو شخص اس وصف سے متصف ہوتا ہے وہ کتنی ہی مشکلات، فتنوں اور مصیبتوں سے بچ جاتا ہے، کتنی ہی آفات اور شرور سے محفوظ رہتا ہے اور زندگی میں کتنی ہی بار وہ حسن اخلاق کے عظیم مرتبے پر فائز ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کا صریح حکم دیتے ہوئے فرمایا:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ [الأعراف: 199]

''درگزر اختیار کرو، نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کرو۔''

اور اپنے نیک بندوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا [الفرقان: 63]

''اور جب جاہل لوگ ان سے بات کرتے ہیں تو وہ سلامتی کی بات کہتے ہیں۔''

اسی طرح ارشاد فرمایا:

وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ [الشورى: 37]

''اور جب انہیں غصہ آتا ہے تو وہ معاف کر دیتے ہیں۔''

حِلم اُن عظیم صفات میں سے ہے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی مدح و توصیف فرمائی اور آپ کے اخلاقِ کریمانہ کو نمایاں کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ [آل عمران: 159]

''یہ اللہ کی رحمت ہی ہے کہ آپ ان کے لیے نرم دل ہیں اور اگر آپ تندخو اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے، لہٰذا آپ ان سے درگزر کیجیے، ان کے لیے مغفرت کی دعا کیجیے اور معاملات میں ان سے مشورہ کیجیے، پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسا کیجیے، بلاشبہ اللہ توکل کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔''

یہ آیت صاف بتاتی ہے کہ نرمی، بردباری اور حلم ہی وہ اوصاف ہیں جو دلوں کو جوڑتے اور قیادت کو مضبوط بناتے ہیں، جبکہ سختی اور تند مزاجی لوگوں کو دور کر دیتی ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حلم کی قدر و قیمت کو نہایت جامع انداز میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

أَوَّلُ عِوَضِ الحَلِيمِ عَنْ حِلْمِهِ أَنَّ النَّاسَ أَنْصَارُهُ.

''حلیم انسان کو اس کے حلم کا پہلا بدلہ یہ ملتا ہے کہ لوگ خود اس کے مددگار بن جاتے ہیں۔''

اسی طرح اہلِ بلاغت میں سے ایک نے کہا:

مَا ذَبَّ عَنِ الأَعْرَاضِ كَالصَّفْحِ وَالإِعْرَاضِ.

''عزت و آبرو کی حفاظت معافی اور چشم پوشی جیسی کسی چیز سے نہیں ہوتی۔''

اور جب احنف بن قیس سے پوچھا گیا: تم اپنی قوم میں سردار کیسے بنے؟ تو انہوں نے جواب دیا:

وَجَدْتُ الحِلْمَ أَنْصَرَ لِي مِنَ الرِّجَالِ.

''میں نے یہ پایا کہ حلم میرے لیے آدمیوں سے بھی زیادہ مددگار ثابت ہوا۔''

اللہ تعالیٰ نے مجاہدے کے ذریعے نفس کو حلم و بردباری سے متصف کرنے کی وصیت فرمائی اور ساتھ ہی ان کے عظیم اثرات بھی واضح کیے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ * وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ * [حم السجدة:

[24، 25]

’’نیکی اور بدی کبھی برابر نہیں ہوتیں، تم بدی کو اس طریقے سے دفع کرو جو سب سے بہتر ہو، پھر تم دیکھو گے کہ جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی تھی وہ گویا گہرا دوست بن جائے گا اور یہ وصف صرف انہی لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جو صبر کرتے ہیں اور یہ سعادت صرف بڑے نصیب والے ہی کو ملتی ہے۔‘‘

یہی حلم اور برداشت وہ صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بے حد محبوب ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ عبد القیس کے سردار اشج سے فرمایا:

((إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ: الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ))

’’تمہارے اندر دو ایسی خصلتیں ہیں جو اللہ کو محبوب ہیں: حلم اور بردباری۔‘‘

صحیح مسلم: 17

حِلم و بردباری اور ضبطِ نفس انبیاء کرام علیہم السلام کی نمایاں صفات تھیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ [التوبة: 114]

’’یقینا ابراہیم نہایت نرم دل، آہ وزاری کرنے والے اور بڑے بردبار تھے۔‘‘

ایک اور مقام پر فرمایا:

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ [هود: 75]

’’یقینا ابراہیم بڑے حلم والے، نہایت رِقّتِ قلب رکھنے والے اور ہر حال میں اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔‘‘

یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک ایسے بیٹے کی بشارت بھی دی جو خود حلم کی صفت سے متصف تھا اور وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ [الصافات: 101]

’’سو ہم نے انہیں ایک بردبار بیٹے کی خوشخبری دی۔‘‘

اسی طرح اللہ کے نبی حضرت ہود علیہ السلام کا حال بھی یہی تھا۔ ان کی قوم نے انہیں گالیاں دیں، جھٹلایا، سفاہت کا طعنہ دیا، مگر اس کے باوجود وہ اپنی قوم کے ساتھ انتہائی حلم، صبر اور خیر خواہی کا معاملہ کرتے رہے اور ان کے لیے بھلائی اور اصلاح ہی چاہتے رہے۔ قرآن اس منظر کو یوں بیان کرتا ہے:

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ * قَالَ

يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ* أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ* [الأعراف: 66. 68]

’’اس کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا: ہم تمہیں کم عقلی میں مبتلا دیکھتے ہیں اور ہمیں گمان ہے کہ تم جھوٹوں میں سے ہو۔ انہوں نے کہا: اے میری قوم! مجھ میں کوئی سفاہت نہیں، بلکہ میں ربّ العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا رسول ہوں۔ میں تم تک اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور میں تمہارے لیے خیر خواہ اور امانت دار ہوں۔‘‘

یہ تمام واقعات اس حقیقت کو عیاں کرتے ہیں کہ حلم، برداشت اور ضبطِ نفس انبیائے کرام کی مشترک سنت ہے اور یہی وہ اخلاق ہیں جو دعوت کو مؤثر بناتے، دلوں کو نرم کرتے اور انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرتے ہیں۔

إعداد: حافظ فیض اللہ ناصر إشراف: حافظ شفیق الرحمن زاہد حفظہ اللہ

الحکمۃ انٹرنیشنل

...... لاہور ......